جتنی عظیم بشارت ہو اتنی ہی عظیم ذمہ داری اور انتہائی قربانی دینی پڑتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ر ستمبر ۱۹۷۰ء بمقام ایبٹ آباد۔ غیر مطبوعہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

''میرے یہ خطبات اس نصیحت کے سلسلہ میں اور اس وضاحت کے بیان میں ہیں کہ اپنے ایمانوں کو پختہ کرو۔ میں نے ربوہ میں گذشتہ خطبہ جمعہ میں ایمان بالغیب کے اس حصے پر روشنی ڈالی تھی کہ اس سے ایک مراد یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو سلسلہ قائم کرتا ہے اسے بشارتیں ملتی ہیں اور جو بشارتیں اسے ملتی ہیں ان پر پختہ یقین ہونا چاہئے جب تک ان بشارتوں پر پختہ یقین نہ ہو ہم بشاشت کے ساتھ وہ قربانیاں نہیں دے سکتے جن قربانیوں کا ہم سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔

گذشتہ جمعہ میں نے قرآن کریم کی آیات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو بذریعہ الہام اور وحی بشارتیں دی گئی ہیں ان کی روشنی میں اس مضمون کو بیان کیا تھا۔ میں نے متعلقہ اقتباسات پڑھ کر نہیں سنائے تھے۔ آج اسی خطبہ کے تسلسل میں تتمّہ کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں سے بعض کو میں اس وقت پڑھ کر سناؤں گا تاکہ آپ میں سے اللہ تعالیٰ جنہیں سوچنے اور فکر و تدبّر کرنے کی توفیق عطا کرے اور طاقت بخشے وہ غور کریں، سوچیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ کیا وعدے ہیں؟ کس قدر عظیم بشارتیں ہیں اور ان کے لئے ہمیں کس قدر قربانیاں دینی پڑیں گی؟

جب اللہ تعالیٰ کسی کو بشارت دیتا ہے تو اس کے ساتھ ہی قوم پر یا اپنے سلسلہ پر عظیم

ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے۔ تاریخ نبوت میں یہ کبھی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بشارت دی ہو اس کو پورا کرنے کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوں اور انسانی تدبیر کے بغیر وہ اپنا کام کر رہے ہوں یہ تو صحیح ہے کہ آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور وہ اپنا کام کرتے ہیں لیکن انسان کو بھی تدبیر کرنی پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دی تھی کہ کسریٰ اور قیصر کی سلطنتیں مغلوب ہوں گی اور وہاں اسلام غالب آئے گا۔ اس وقت قریباً دس ہزار تربیت یافتہ صحابہؓ تھے جنہوں نے انتہائی قربانیاں دے کر ان پیشگوئیوں کو پورا کرنے کی تدبیر کی انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے اور اللہ تعالیٰ قادر و توانا اور متصرف بالا رادہ ہے وہ آسمان سے صرف حکم دے کر ان سلطنتوں کو پاش پاش اور ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ حکم دے گا اور یہ سلطنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی اور اسلام غالب آ جائے گا۔ ہم آرام سے گھروں میں بیٹھے رہیں گے۔ وہ اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے تھے کہ بشارت کے ساتھ ذمہ داری آتی ہے اور جتنی عظیم بشارت ہو اتنی ہی عظیم ذمہ داری اور اتنی ہی انتہائی قربانی دینی پڑتی ہے اور ایثار پیشہ اور فدائی بن کر زندگی گزارنی پڑتی ہے۔

چنانچہ انسان یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے کہ انہوں نے اسلام کو غالب کرنے کے لئے کیسی عظیم الشان قربانیاں دیں۔ یہ ایک ایسی تربیت یافتہ قوم تھی جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لمبی تربیت حاصل کی تھی ان کی تعداد بمشکل آٹھ دس ہزار تھی اور یہی وہ لوگ تھے جنکی قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں سے کام لیا کیونکہ یہ تدبیر کی دنیا ہے یہاں اللہ تعالیٰ کے ارادے بالکل ظاہر ہو کر سامنے نہیں آیا کرتے ورنہ تو پھر دوسری زندگی یعنی جنت اور دوزخ کا جو ثواب ہے وہ رہے ہی نہ۔ جب اللہ تعالیٰ ’’کُن‘‘ کہہ کر بارش برسا دیتا ہے اگر اسی طرح اس نے ’’کُن‘‘ کہہ کر انسان کے دل میں اپنی محبت پیدا کر دینی ہوتی اور انسان کو کچھ نہ کرنا پڑتا تو پھر جو بارش برسنے کی جزا بادل کو مل سکتی ہے وہی انسان کو ملتی۔ اس سے زیادہ کا تو وہ حق دار نہ بنتا لیکن بادل کو تو کوئی جزا نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا ہے کہ جو میں کہوں گا وہ تم کرو گے اور بس۔ اس کے بعد اس کی نہ کوئی اور زندگی اور نہ کسی اور شکل میں جزا ہے۔ انسان کو کہا جو میں کہتا ہوں تم کو کرنا پڑے گا اور اگر تم کرو گے تو جو

تھوڑی سی آزادی میں نے تمہیں ایک خاص ماحول میں دے رکھی ہے اس میں تم میری جزا کو حاصل کرو گے۔ اس جزا کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیار کے حصول کے لئے، اس کی رضا کی جنت میں داخل ہونے کے لئے ایک عقلمند معرفت رکھنے والا انسان اس کی راہ میں اس دنیا کی محبتوں اور حقیر، بے معنی اور بے وزن چیزوں کو یوں قربان کر دیتا ہے کہ واقعہ میں دنیا سمجھتی ہے کہ یہ لوگ پاگل ہیں۔ اسی لئے لوگ مجنون کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ پاگل ہیں کیونکہ انہیں پتہ ہی نہیں کہ دنیا کی چیزوں کی کوئی قیمت بھی ہے یا نہیں؟ انسانی جان کی کوئی قیمت بھی ہے یا نہیں؟ انسان کو بچوں سے پیار بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ ان کا عمل بھی یہی ثابت کرتا ہے۔ جو لوگ مدینہ سے سب کچھ چھوڑ کر چلے گئے، مہاجر بھی جنہوں نے مدینہ کو اپنا دوسرا گھر بنایا تھا اور انصار بھی جو وہاں کے رہنے والے تھے سالوں دور رہتے تھے۔ انہوں نے تو کبھی اپنے بچوں کا خیال نہیں کیا، نہ انہوں نے اپنے خاندانی حالات کی پرواہ کی۔ انہیں ایک ہی خیال تھا اور ایک ہی دُھن تھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول تھا۔

ہماری جماعت میں ان بشارتوں پر یہ انتہائی یقین پیدا ہونا چاہئے بہتوں کو ہے جو سست ہیں انہیں اپنی سستیاں دور کرنی چاہئیں۔ کتنے عظیم وعدے ہیں ہمارے ساتھ اور پھر وعدے دینے والا عظیم قدرتوں کا مالک ہے، عزت کا سرچشمہ بھی وہی ہے اسی کے ہاتھ میں اقتدار اور دنیوی وجاہت اور طاقت ہے جو اسی سے حاصل ہو سکتی ہے باقی تو اس دنیا میں عارضی چیزیں ہیں۔ آج جو پریذیڈنٹ بن جاتا ہے کل وہی شخص قوم سے گالیاں کھا رہا ہوتا ہے اس دنیا کی عزت کی پائیداری ہمیں تو کہیں نظر نہیں آتی۔ ساری انسانی تاریخ میں دیکھ لیں کہیں بھی دنیوی عزت ہمیں پائیدار نظر نہیں آتی۔ بڑے بڑے لوگ ہوئے مثلاً ہٹلر جیسا آدمی جس کے نام سے دنیا کانپ اٹھتی تھی وہ کہاں گیا؟ اب بھی میں وہاں گیا ہوں اس زمانے میں بھی جایا کرتا تھا اس کے ساتھ لوگوں کی محبت کے نظارے بھی میں نے دیکھے ہیں۔ ایک دفعہ ہم ایک پرانے ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے تھے اتفاقاً ہٹلر بھی اپنی پارٹی کے بعض لوگوں کے ساتھ وہیں ایک کونے میں بیٹھا تھا وہاں عموماً یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی میز کے اردگرد کوئی کرسی خالی پڑی ہو تو جان پہچان نہ ہونے کے باوجود اس پر کوئی اور آدمی آ کر بیٹھ جاتا ہے۔ ہماری میز پر ایک عورت

آ کر بیٹھی جسے ہٹلر سے اس طرح کا پیار تھا جس طرح واقعی ابناء سے پیار رہوتا ہے وہ کہنے لگی ہمارا تو دل کرتا ہے کہ دشمن ہماری بوٹی بوٹی نوچ کر لے جائے مگر ہٹلر کو کچھ نہ ہو۔ پس اس کے لئے قوم کا وہ پیار بھی دیکھا اور اب جب ہم گئے ہیں تو اسی قوم کا ہٹلر کو گالیاں دیتے بھی سنا۔ غرض دنیا کی عزتیں تو آنی جانی چیزیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو حقیقی عزت کا سرچشمہ ہے جب اس کی نگاہ میں انسان اس کا پیار دیکھ لیتا ہے اور پھر اگر یہ ٹھیک رہے تو اسے ہمیشہ پیار ملتا رہتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور ابدالآباد تک یعنی آخری دنیا میں بھی۔ اس دنیا میں ڈھکے چھپے پیار کے نظارے ہوتے ہیں کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ یہ مادی دنیا ہے میں نے یہاں پردہ ڈالا ہوا ہے لیکن انسان کو اس زندگی کے بعد جو پیار نظر آئے گا وہ تو اللہ تعالیٰ کے پیار کو بھی سمجھے گا کہ مجھے وہاں تھوڑا سا ملا تھا اور میں بہت کچھ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے پیار کے اصل نظارے تو اب دیکھ رہا ہوں۔

پس ہمیں جو وعدے دیئے گئے ہیں وہ ہمارے سامنے آتے رہنے چاہئیں اور جو ان وعدوں اور بشارتوں کے تقاضے ہیں وہ ہمیں پورے کرنے چاہئیں۔ اس واسطے آج میں یہ نئی طرز کا خطبہ دینے لگا ہوں کہ چند حوالے پڑھ دوں گا اور ان پر کوئی رائے نہیں دوں گا۔ آپ غور سے سنیں اور سوچیں کہ ایک ایک عبارت میں بیس بیس ایسے وعدے ہیں جو بڑے عظیم ہیں ہر وعدہ جو ہے ہر بشارت جو ہے وہ ہم پر ایک عظیم ذمہ واری ڈالتی چلی جاتی ہے۔ آپ ہی کے کچھ تو بچے ہیں ان کو تو کسی اور وقت تفصیل سے سمجھانا پڑے گا لیکن جو پرانے احمدی ہیں انہیں اس سے پہلے سوچنا چاہیئے تھا اور اگر نہیں سوچا تو انہیں اتنی سمجھ اور عقل ہے کہ وہ دنیا کی ہر چیز قربان کر کے ان بشارتوں کا اپنے آپ کو وارث بنائیں۔ پس وہ تو سمجھ سکتے ہیں اور میں ان کو یا ان کے ذہنوں کو اس طرف لانا چاہتا ہوں کہ میں عبارت پڑھوں اور احباب سوچتے رہیں۔ چند ایک حوالے میں نے لئے ہیں۔

۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تذکرۃ الشہادتین میں دنیا کو بھی بتایا اور اپنی جماعت کو بھی مخاطب کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

”اے تمام لوگو! سُن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان

بنایا (اس واسطے کہ یہ پوری نہیں ہوگی اسکا تو کوئی سوال ہی نہیں۔ ذمہ داری کے سمجھنے اور اس کے ادا کرنے کا سوال ہے) وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور بُرہان کی رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ (یہاں میں تھوڑی سی وضاحت کردوں۔ خدا اس مذہب یعنی اسلام اور اس سلسلہ یعنی احمدیت میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا) اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ (ایک صدی کے لئے نہیں) یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔''

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۶)

یہ ۱۹۰۳ء کا اقتباس ہے۔ پھر آپ کو ۱۹۰۴ء میں اوپر نیچے یہ دو الہام ہوئے جن میں دو بشارتیں تھیں۔ ایک ۸؍دسمبر ۱۹۰۴ء کو اور دوسری ۱۲؍دسمبر ۱۹۰۴ء کو۔ پہلی بشارت یہ ملی کہ:-

رسید مژدہ کہ ایامِ نو بہار آمد (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۴۳۹) یعنی اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ نئے سرے سے بہار آرہی ہے اور نو بہار سے مراد یہ ہے کہ ایک بہار پہلے اسلام پر آچکی ہے یعنی نشأۃ اُولیٰ میں اور اب نشأۃ ثانیہ میں ایک اور بہار کا وعدہ ہے اور یہ بہار بالکل ویسی ہے جیسی کہ نشأۃ اُولیٰ کی بہار ہے جو اگلے الہام سے ثابت ہے کیونکہ قرآن کریم نے نشأۃ اُولیٰ کی بہار کا ذکر ''کوثر'' کے لفظ میں بیان فرمایا ہے یعنی اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ یہ بہار تھی اور اب بھی اس کے ساتھ وہی وعدہ ہے یعنی نو بہار میں بھی کوثر کا وعدہ ہے۔ اس تفصیل میں تو میں اس وقت نہیں جاسکتا۔ بہرحال اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ایک بڑی عظیم بشارت تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تھی۔ تفسیر کبیر میں اسے بڑی وضاحت اور تفصیل سے بیان کردیا گیا ہے جو دوست اسے پڑھ سکتے ہیں وہ ضرور پڑھیں۔ غرض یہ ایک عظیم اور All round (آل راؤنڈ) یعنی باقی بشارتوں پر محیط ہے۔ پس یہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اس قسم کی بشارت تھی۔ اب پہلے یہ فرمایا کہ ''رسید مژدہ کہ ایامِ نو بہار آمد'' یعنی ایک بہار پہلے آچکی ہے اور نئی بہار آرہی

ہے۔ یہ خوشخبری ہمیں ۸ کو ملی اور بارہ ۱۲ تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا لَا تَیْئَسُوْا مِنْ خَزَآئِنِ رَحْمَةِ رَبِّیْ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۴۴۰) ابھی تک جو مسلمان احمدی نہیں ہوئے ان پر تنزلی کا زمانہ ہے وہ بڑے مایوس ہیں۔ مایوس ہونا بھی چاہئے کیونکہ ہر طرف الٰہی وعدوں کے خلاف تنزلی اور بے عزتی کے حالات میں سے وہ گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرے اور انہیں ہدایت دے۔ لَا تَیْئَسُوْا مِنْ خَزَآئِنِ رَحْمَةِ رَبِّیْ۔ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے یہ فرمایا کہ اس کی رحمت کے خزانے جو کوثر کی شکل میں اس سے پہلے آئے تھے وہ اب پھر آنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزائن سے تم مایوس نہ ہو۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ یہ اسی الہام کا ایک حصہ ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند ہیں۔ اسلئے ہم اس کا ترجمہ یوں کریں گے کہ وہ کوثر جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا تھا اس کا تمہیں پھر سے مہتمم بنا کر مبعوث کیا ہے۔ اسی کوثر کا اہتمام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے زور سے فرمایا ہے ”سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے (درثمین صفحہ ۳۶)“ پس فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جو خزانے دنیا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام کی نشأۃ اُولیٰ میں حاصل کئے اور آسمان سے نازل ہوتے دیکھے۔ دنیا اب وہی جماعت احمدیہ کی شکل میں دوبارہ دیکھے گی کیونکہ کوثر کا مہتمم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو بنا دیا گیا ہے۔

پھر اپریل ۱۹۰۵ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ وحی یہ خبر دی کہ جب اس قسم کا الٰہی سلسلہ امت محمدیہ کے اندر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے طور پر اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کے لئے قائم ہوگا۔ دنیا اس کی مخالفت کرے گی اور وہ اس میں ناکام ہوگی۔ یہ ایک واقعہ ہے ایک بشارت ہے۔ پس دنیا کی مخالفت ضروری تھی اور ساری دنیا نے دیکھی۔ دنیا کی ساری طاقتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی آواز کو خاموش کرنے کے لئے متحد ہوگئیں اور دنیا کی سب طاقتیں متحد ہونے کے باوجود ناکام ہوئیں اور وہ آواز خاموش نہیں کی جاسکی۔ وہ آواز گونج رہی ہے اور انشاء اللہ گونجتی چلی جائے گی یہاں تک کہ قیامت آجائے جیسا کہ پہلے حوالہ

گزر چکا ہے اور یہ ایک بڑی زبردست دلیل ہے۔ افریقہ والے اسے بڑی آسانی سے سمجھ لیتے تھے۔ بہرحال یہ بشارت دی کہ دشمن اپنے منصوبوں میں ناکام ہوگا جماعت کو آسمانی تائیدات اور آسمانی نشانات حاصل رہیں گے۔ آپؑ فرماتے ہیں:-

''یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد بھی بس نہیں ہے بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہوکر کہے گا کہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حیرت ناک کام دکھلاؤں گا اور بس نہیں کروں گا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کرلیں۔'' (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۴۵۱)

پھر اس کے بعد بشارت دی کہ تمام مسلمان حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کے جھنڈے تلے جمع کردیئے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو یہ الہاماً فرمایا۔ ''اِنِّیْ مَعَکَ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۴۹۰) اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند میں تیرے ساتھ ہوں جس طرح میں تیرے باپ کے ساتھ تھا۔ ورنہ ابن کہنے کی ضرورت نہیں اس وجہ سے میں یہ ترجمہ کر رہا ہوں۔ پھر فرمایا ''سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں، جمع کرو۔ عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ'' (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۴۹۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس الہام پر ایک لطیف علمی نوٹ تحریر فرمایا ہے کہ احکام الٰہی دو قسموں کے ہوتے ہیں ایک کا تعلق شریعت سے ہوتا ہے مثلاً نماز پڑھو، خدائے واحد و یگانہ پر ایمان لاؤ، زکوٰۃ دو، روزے رکھو وغیرہ یہ سارے احکام شریعت سے تعلق رکھنے والے ہیں اور اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس حکم کے باوجود سب لوگ اس پر عمل بھی کریں گے بلکہ شریعت سے تعلق رکھنے والے بعض احکام ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن میں یہ اشارہ ہوتا ہے کہ ایک گروہ ایسا بھی ہوگا جو ان پر عمل نہیں کرے گا اس واسطے انہیں پہلے ہی جھنجھوڑا ہے کہ تمہیں عمل کرنا چاہئے اور ایک اشارہ یہ آ گیا کہ بہرحال وہ شریعت سے تعلق رکھنے والے ہیں اور انسان کو یہ آزادی ہے کہ چاہے تو ان پر عمل کرے اور چاہے تو نہ کرے لیکن ان کے علاوہ ایک کُونی اوامر ہوتے ہیں جن کا ''کُن'' کے ساتھ تعلق ہوتا ہے یعنی تقدیر کے ساتھ اور وہ

ضرور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

’’یہ امر جو ہے کہ سب مسلمانوں کو جو روئے زمین میں ہیں جمع کرو۔ عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ یہ ایک خاص قسم کا امر ہے۔ احکام اور امر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک شرعی رنگ میں ہوتے ہیں جیسے نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، خون نہ کرو وغیرہ۔ اس قسم کے اوامر میں ایک پیشگوئی بھی ہوتی ہے کہ گویا بعض ایسے بھی ہونگے جو اس کی خلاف ورزی کریں گے جیسے یہود کو کہا گیا کہ توریت کو محرف مبدل نہ کرنا، یہ بتاتا تھا کہ بعض ان میں سے کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ غرض یہ امر شرعی ہے اور یہ اصطلاح شریعت ہے۔‘‘

پھر آپ فرماتے ہیں:-

’’دوسرا امر کونی ہوتا ہے اور یہ احکام اور امر قضا وقدر کے رنگ میں ہوتے ہیں جیسے قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا (برد اور سلام ہو تو یہ شرعی حکم نہیں تھا آگ ٹھنڈی ہوگئی اس کے بغیر چارہ ہی نہ تھا) اور وہ پورے طور پر وقوع میں آگیا اور یہ امر جو میرے اس الہام میں ہے یہ بھی اسی قسم کا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مسلمانانِ روئے زمین عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ جمع ہوں اور وہ ہو کر رہیں گے۔ ہاں اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں کوئی کسی قسم کا بھی اختلاف نہ رہے۔ اختلاف بھی رہے گا مگر وہ ایسا ہوگا جو قابلِ ذکر اور قابلِ لحاظ نہیں۔‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۴۹۰)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ ایک عظیم بشارت ہے اور یہ پوری ہو کر رہے گی۔ اب یہ جو تفرقہ ہے اور اس تفرقہ کے نتیجہ میں ہمیں جو سوئیاں چبھوئی جاتی ہیں۔ اس سے زیادہ تو ہمارا کوئی نقصان نہیں کر سکتے۔ بہرحال جو سوئیاں چبھوئی جا رہی ہیں وہ تو ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور مستقبل اس حقیقت کو اپنی گود میں لئے دنیا کا مستقبل نہیں بن سکتا کہ یہ تمام فرقے جو مختلف راہوں پر چل رہے ہیں وہ تمام اسلام کے صحیح حُسن کے گرویدہ ہو کر مہدی معہود کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے اور واقعہ بھی ہوگا اور اس کی ذمہ واری اس امر میں ہے کہ ’’جمع کرو‘‘۔ پس ہمیں ہر قسم کی قربانی دے کر اس پیشگوئی کو پورا کرنا ہے۔

اس واسطے میں اپنی ینگر جنریشن یعنی نئی پود کو یہ بار بار کہہ رہا ہوں کہ کسی کے خلاف تمہارے دل میں غصہ نہیں پیدا ہونا چاہئے۔ لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ برا بھلا کہتے ہیں۔ جو لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مجدّد جانتے ہیں وہ بھی بعض دفعہ اس قسم کی بے ہودہ بات لکھ دیتے ہیں کہ اسے پڑھکر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں مثلاً پیغام صلح میں خاندان خلافت کی عورتوں پر ایسی حیثیانہ چوٹ کی ہے جو محض بکواس ہے جسے انسان برداشت نہیں کر سکتا لیکن ہمیں غصہ نہیں آنا چاہئے ہم نے انہیں بھی کھینچ کر اپنی طرف لانا ہے اور کھینچ کر لا رہے ہیں جو غیر احمدی ہیں انہیں بھی ہم نے کھینچ کر لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیار کے لئے پیدا کیا ہے اور ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ تم تمام مسلمان فرقوں کو حضرت مہدی معہودؑ کے جھنڈے تلے جمع کر کے ’’عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ‘‘ لاؤ۔ سارے تفرقے مٹ جائیں گے۔ باقی انسان انسان کی طبیعت اور مزاج اور قوتوں میں فرق ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ اپنی جگہ درست ہے لیکن ایسا اختلاف قابل اعتناء نہیں ہوتا بلکہ اگر عقلمندی سے ایسے اختلافات سے فائدہ اٹھایا جائے تو یہ ’’اِخْتِلَافُ اُمَّتِی رَحْمَۃٌ‘‘ کا مصداق بن جاتے ہیں لیکن یہ سارے فرقے مٹ جائیں گے اور یہ بریلوی دیوبندی اور دوسرے جھگڑے مٹ جائیں گے اور یہ جو انہوں نے آپس میں کفر بازی شروع کی ہوئی ہے جسے یہاں دہراتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ ویسے ہم نے ضرورت کے لئے ان کے ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ کفر کو اکٹھا کروایا ہے اور میں نے ان کی ایک کاپی بنوائی ہے ہر فرقے نے دوسرے کو کافر ہی نہیں کہا بلکہ اس کے خلاف اتنی گندی زبان استعمال کی ہے کہ اسے پڑھ کر انسان بڑا حیران اور پریشان ہو جاتا ہے۔ میں نے ان کے اس قسم کے فتووں کو ایک جگہ اکٹھا کروا دیا ہے تا کہ اگر کوئی آئے اور کہے کہ جی احمدیوں پر کفر کا فتویٰ لگا ہوا ہے تو اسکو کہا جائے کہ پڑھ لو پھر ہمارے ساتھ بات کرنا۔ لیکن یہ کفر بازی بے ہودگی ہے اسے ہم درست نہیں سمجھتے ہم تو اس ایمان پر قائم ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن صرف اتنا ہی نہیں فرمایا بلکہ کچھ اور بھی فرمایا ہے یہ ہمارے لاہور والے بھائی اگلا حصہ بھول جاتے ہیں آپ نے یہ تو فرمایا ہے اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہا جا سکتا یہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لیکن اس کے بعد جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے گا وہ کفر اُلٹا اس پر پڑے گا اور وہ کافر بن جائے گا۔ ہم نے کسی کو کافر کیا کہنا اور کیوں کہنا۔ اوّل تو یہی سوچنا چاہئے میرا جیسا عاجز انسان تو یہ سوچ ہی نہیں سکتا کہ میں کسی کو کافر کہوں اور وہ کافر بن جائے گا انسان کا کام کافر بنانا نہیں نہ دیندار بنانا ہے قرآن کریم نے اس کی وضاحت کی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ ہلاک کرنا چاہے تم اسے جا کر کیسے ہدایت دے دو گے قران کریم کہتا ہے ہدایت بھی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے اور کفر کا فتویٰ بھی اللہ تعالیٰ کا چلتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ پس اس دوسرے حصے کے متعلق خاموش ہو جانا یہ تو درست نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قریباً تین سال تک (یہ میرا اندازہ ہے پوری طرح اس زمانے کا جو امتداد ہے اسے چیک نہیں کیا گیا لیکن میرا اندازہ یہ ہے کہ آپ نے ۳ سال تک) ان دوسو چوٹی کے مولویوں کو جنہوں نے آپؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا انہیں سمجھاتے رہے کہ تم اس کھیل میں نہ پڑو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے اگر تم اصرار کرو گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے مطابق اپنے آپ کو بھی کافر بنالو گے یہاں تک کہ جب انہوں نے اصرار سے مباہلے کا چیلنج دیا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں تمہارا چیلنج قبول کرنے کے لئے اس لئے تیار نہیں کہ میں کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا اور جو کلمہ پڑھنے والا مسلمان ہے اس کے مباہلہ کو جائز نہیں سمجھتا لیکن آگے سے آپ کو جواب یہ ملا کہ آپ ہمیں کافر نہ سمجھتے ہوں ہم تو آپؑ کو کافر سمجھتے ہیں ہم سے مباہلہ کریں۔ غرض بڑے لمبے عرصہ تک آپ انہیں سمجھاتے رہے۔ یہاں ہمارے ایک ڈین (Deen) آئے تھے انہیں یہ مسئلہ سمجھ نہیں آ رہا تھا میں نے انہیں بتایا کہ ہم تو عاجز بندے ہیں ہماری کیا مجال کہ کسی کلمہ گو کو کافر کہیں لیکن ہماری یہ بھی مجال نہیں کہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافر کہیں ہم اسے مسلمان سمجھنے لگ جائیں۔ میں نے اسے جب یہ مسئلہ سمجھایا تو وہ کہنے لگے کہ اب مجھے سمجھ آ گئی ہے۔ اس وقت تو اس نے بیعت نہیں کی تھی مگر بعد میں اس نے بیعت کر لی۔

پس سچی بات یہی ہے۔ اسلئے آپ بھی تیزی نہ دکھایا کریں کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کا کسی کو

حق نہیں ہے لیکن جو کلمہ گو کو کافر کہتا ہے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافر کہہ چکے ہیں ہمیں کہنے کی ضرورت ہی نہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق خود ہی کافر بن گیا۔ آپ میں نہ اتنی طاقت ہے اور نہ اتنی بزرگی ہے کہ کسی کو کافر کہہ سکیں۔ لیکن آپ میں اتنی جرأت بھی نہیں ہونی چاہئے کہ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافر کہیں آپ اسے مسلمان سمجھنے لگ جائیں۔ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شوخی ہے۔

بہرحال یہ کفر بازیاں سب ختم ہو جائیں گی ہم اس بات سے خوش ہیں ہمیں اس بات پر رونا نہیں کہ آج ایک دنیا جو ہے اس گند میں پھنسی ہوئی ہے ایک دوسرے کو کافر کہہ رہی ہے ہمیں اس کی پرواہ ہی کوئی نہیں کیونکہ ہمارے لئے جو راہ مقرر ہے ہم اس پر گامزن ہیں اور ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بشارت دی ہے کہ یہ تمام فرقے جو ایک دوسرے کو کافر کہہ رہے ہیں وہ ہدایت کو پالیں گے اور وہ ایک روشنی اور صداقت اور اسلام کے حسین چہرہ کو دیکھ لیں گے اور اسلام کے جھنڈے تلے آ کر جمع ہو جائیں گے ہم اس بات سے خوش ہیں کہ کفر بازیاں ختم ہو جائیں گی اس دن تک پتہ نہیں کون زندہ رہتا ہے اور کون نہیں جس دن جماعت احمدیہ کو یہ حکم دینا پڑے گا کہ اس گند کے نقش مٹا دو یعنی اس قسم کی کتابیں لائبریریوں سے نکال کر جلا دی جائیں گی جن میں بریلویوں نے دیوبندیوں اور دیوبندیوں نے بریلویوں پر اور اسی طرح جتنے فرقے ہیں انہوں نے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ اب تو سیاسی فتوے بھی ان میں شامل ہو گئے ہیں وہ بھی جلا دیئے جائیں گے۔ دنیا ان کو بھول جائے گی اس واسطے بھول جائے گی کہ ان کی ضرورت ہی نہیں رہے گی پیار کو یاد رکھنے کی ضرورت ہوگی ہم ایک دوسرے کے ساتھ پیار کریں گے۔ دشمنی اور حقارت اور غصہ اور غلط طعنے اور کفر کے فتوے یہ سب کے سب قصہ پارینہ بن جائیں گے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ بشارت ملی اور یہ قوی بشارت ہے یعنی ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو دین واحد پر جمع کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ہو کر رہے گا۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ یہ پیشگوئی پوری نہ ہو۔ ساری دنیا کی طاقتیں مل کر بھی اس بشارت کے پورا ہونے کے راستہ میں روک نہیں بن سکتیں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ وہ اپنے سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔‘‘ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۵۱۷)

یہ بڑی زبردست بشارتیں ہیں جو احمدیت کے ذریعہ اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرنے کے کام سے تعلق رکھتی ہیں یعنی پختگی ایمان اور آسمانی نشانوں کے ساتھ تمام دنیا پر غالب آنا۔ انسانی حقیقت کیا ہے بڑائی کی ضرورت نہیں۔ اتنا کہہ دیتا ہوں کہ جماعت نے میری قبولیت دعا کے ہزاروں نشان دیکھے ہیں۔ بعض کو میں بیان کر دیتا ہوں اور بعض کے متعلق اعلان نہیں کرتا لیکن اگر ہم نہیں کرتے تو ان کو کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بشارت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نشان جماعت کے ساتھ رہے گا۔ اگر ہمارے پاس انہیں آسمانی نشان نظر نہیں آتا تو ان کے پاس ہونا چاہئے ورنہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ جھوٹا ثابت ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کا سچا ہے۔ ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ ان کے پاس نشان ہے یا نہیں۔ لیکن ان کو یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ ان کے پاس نشان ہے ہم سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل میں پیش کریں گے۔ البتہ سچائی کے نور کی وضاحت مجھے کرنی پڑے گی کیونکہ ممکن ہے کوئی اسکو نہ سمجھ سکا ہو۔

سچائی کے نور کا مطلب یہ ہے کہ نورانی زندگی حاصل ہوگی یہ بڑی زبردست دلیل ہے اس واسطے اپنی تربیت کی فکر کرنی چاہئے۔ ایک تربیت یافتہ وجود سچائی کے نور کو اپنے وجود سے ظاہر کرتا ہے اور وہ یہ بتا رہا ہوتا ہے اس نے خدا کے لئے اس کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے اپنی زندگی کے دن گزارے ہیں اور گزار رہا ہے۔ یہ سچائی کا نور انسان کے جسم سے پھوٹ پھوٹ کر نکلتا ہے۔ اب وہاں افریقہ میں یا دوسری جگہوں پر جو ہمارے مبلغین گئے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کی عزت اس وجہ سے غیروں کے دل میں ڈالی ہے کہ ان کے وجود سے غیروں نے نور کی کرنیں نکلتی دیکھیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے یہ

فرمایا ہے کہ تربیت کے لحاظ سے جماعت اپنے بلند مقام پر قائم رہے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ چند لوگوں کے علاوہ باقی جماعت بڑے بلند مقام پر قائم ہے اور دوسرے دلائل میں بھی ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے دلائل ایک بڑا سمندر ہے جو قیامت تک ختم نہیں ہوگا لیکن یہ سمندر بڑی بلندی پر ہے۔ ہماری دنیا کا جو سمندر ہے وہ بلندی پر نہیں ہوتا اس واسطے اس کا وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو بلندی پر واقعہ پانی کا نکلا کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلائل کا سمندر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت اور شہادت کے نتیجہ میں ساتویں آسمان پر ہے۔ آپ نے اپنے مہدی (اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا) اور مسیح کو ساتویں آسمان پر دیکھا۔ یہ عجیب بات ہے اس میں بھی آپ غور کریں کہ ساتویں آسمان پر آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیکھا جو آپ سے پہلے نسبتاً مکمل شریعت لے کر دنیا کی طرف آئے تھے۔ ساتویں آسمان پر آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور مسیح موعود کو دیکھا اور یہ ہر دو غیر تشریعی نبی ہیں پس روحانی بلندی کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نسبتاً کامل شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تھی کیونکہ یہ قریب قریب زمانہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلائل اور دوسری برکات کا جو سمندر ہے وہ ساتویں آسمان پر ہے سات ہزار فٹ بلند پہاڑوں پر جو Lakes (لیکس) ہوتی ہیں ان کے نتیجہ میں پہاڑوں پر چشمے پیدا ہو جاتے ہیں مگر سمندر کا جو پانی ہے اس کے نتیجہ میں چشمے پیدا نہیں ہوتے کیونکہ وہ سب سے زیادہ نشیب میں ہوتا ہے۔ اسی سے ہم اپنی بلندی کو ناپتے ہیں جیسے مثلاً یہ محاورہ ہے (جو سائنس میں مستعمل ہوتا ہے) کہ سطح سمندر سے سات ہزار فٹ کی بلندی۔ اگرچہ سمندر کا پانی عظیم ہے لیکن بے فیض ہے اس میں رطب و یابس آ کر مل گیا ہے لیکن جو چودہ ہزار فٹ کی بلندی پر پہاڑوں میں Lakes (لیکس) ہوتی ہیں یعنی بہت بڑی بڑی اور میل ہا میل چوڑی جھیلیں ہوتی ہیں۔ ان کے نتیجہ میں کسی پہاڑی ٹکڑی سے آپ کو چھوٹا بڑا چشمہ نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سمندر نور کا بھی اور دلائل کا بھی اور نشانات کا بھی ساتویں آسمان پر ہے (جیسا کہ ابھی میں نے بتایا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات دکھایا تھا) دنیا

میں سب سے زیادہ چشمے اس پانی کے پھوٹتے ہیں اور وہ پھوٹ رہے ہیں۔ ہمارے ہزاروں خاموش مجاہد پیدا ہوئے جس طرح فوجیوں نے Unknown Soldiers کا تہوار بنالیا ہے ہم تو ایسے تہواروں کے قائل نہیں ورنہ وہ بھی بن جاتا۔ ہمارے اندر سینکڑوں ہزاروں لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نشانات دیکھتے ہیں لیکن اس نور کے جوان کے جسموں سے پھوٹ رہا ہوتا ہے کسی اور کو ان کا علم ہی نہیں ہوتا کیونکہ ان کو ظاہر کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی جس طرح مثلاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی ہزاروں باتیں بتائی گئیں جو بالکل تفصیلی ہیں اور ان میں سے کچھ احادیث نے، کچھ تاریخ نے محفوظ رکھیں۔ چند ایک ایسی ہیں جو آپ نے اپنے صحابہ کو بتادیں مثلاً صحابی تھے جنہیں آپ نے ایسے منافقین کے نام تک بتادیئے تھے جنہوں نے امت میں فتنہ پیدا کرنا تھا۔ اس میں یہ بھی کمال ہے کہ ایک بات تھی جسے عام نہیں کیا دوسرے یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی بتادیا تھا کہ یہ فتنہ کے وقت زندہ رہے گا ورنہ اسے بتانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور پھر وہ زندہ رہا پھر وہ اپنے اپنے وقت کے اوپر اشارے کرجاتے تھے۔ پس ایک شخص کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بتادیا کہ یہ زندہ رہے گا اسے یہ باتیں بتادو تاکہ اپنے وقت پر امت محمدیہ ان سے فائدہ اٹھائے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہزاروں وحیاں ایسی بھی ہوئیں تھی۔ بعض ایسی تھیں جس کا احادیث میں ذکر آ گیا بعض ایسی تھیں جو بعض لوگوں کو بتادی گئیں۔ مگر قرآن کریم جو کامل اور مکمل شریعت کی وحی تھی وہ محفوظ رہی اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ اس کا ایک ایک حرف محفوظ رہے گا۔ کتنی زبردست ضمانت ہے۔ (میں نے تو شروع میں کہا تھا کہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن چلا گیا)

اسی الہام کے تسلسل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

”اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔ (چشمے سے پانی پیئے گی کا مطلب ہی یہی ہے کہ وہ چشمہ نکل آئے گا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محمدیؐ پانی کا کوئی گھانا میں، کوئی نائیجیریا میں، کوئی گیمبیا میں کوئی سپین میں کوئی جرمنی میں کوئی یورپ کے دوسرے ممالک میں کوئی کمیونسٹ ممالک میں وہی پانی جو آبِ محمدؐ ہے یعنی آبِ زلال محمدؐ اس پانی کے چشمے آب کی Lake (لیک) ہی سے نکلیں گے

اور وہ سیراب کریں گے) اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔''

آپ نے بڑی تحدّی سے پھر آگے فرمایا:-

''سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔''

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۵۱۷)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس تحدّی کے ساتھ اور جس یقین اور وثوق کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔ ہر احمدی کے دل میں ان بشارتوں کے متعلق یہ وثوق اور یہ یقین پیدا ہونا چاہئے اور قائم ہونا چاہئے۔ یہ ہماری ذمہ واری ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ان ذمہ واریوں کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(از رجسٹر خطبات ناصر۔ غیر مطبوعہ)

❁❁❁